کیبن نمبر 24 کا مسافر

اگاتھا کرسٹی

موسم بہار کی ایک خوشگوار صبح میں نے اخبار کی سرخیاں دیکھتے ہوئے اپنے سراغ رساں دوست ہرکیول پائرو سے کہا:

''یار، میرا خیال ہے ہمیں اپنا موجودہ پیشہ چھوڑ کر ڈاکا زنی شروع کر دینی چاہیے۔ چوروں نے آج کل کچھ ایسے طریقے ایجاد کر لیے ہیں کہ پولیس ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اب اسی خبر کو دیکھو، لکھا ہے کہ لندن اسکاٹش بینک نے اولمپیا جہاز پر دس ہزار ڈالر کے لبرٹی بانڈ نیویارک بھیجے، لیکن اس سے پہلے کہ جہاز منزل مقصود پہنچے، بانڈ یوں غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔''

پائرو ہنستے ہوئے بولا: ''اچھا، تو تمہارا خیال ہے کہ پولیس اس جرم کا سراغ نہیں لگا سکتی.....؟''

''بھئی تم ہی سوچو، ان حالات میں پولیس بیچاری کیا کرے۔ اسے نجوم کا علم تو ہے نہیں، آخر مجرموں کا پتا چلانے کے لیے تھوڑا بہت سراغ ملنا ضروری ہے۔''

پائرو بولا: ''مصیبت یہ ہے کہ بحری سفر میں میرا جی متلانے لگتا ہے ورنہ میں بآسانی یہ معمہ حل کر سکتا تھا۔''

میں جواب دینے ہی والا تھا کہ دروازے پر گھنٹی بجی۔ تھوڑی دیر بعد مالکہ مکان کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک عورت جس کا نام ایسی فرکور ہے، ہم سے ملاقات کی خواہشمند ہے۔ پائرہ نے اسے اندر بھیجنے کا اشارہ کیا۔

ملاقاتی عورت کی عمر پچیس برس سے زیادہ نہ تھی۔ قیمتی لباس، خوبصورت چہرہ۔ گفتگو اور حرکات سے نفاست ظاہر ہوتی تھی۔ پائرہ نے اسے کرسی پر بٹھاتے ہوئے میرا تعارف کرایا: ''یہ میرے دوست کیپٹن ہیسٹنگز ہیں۔

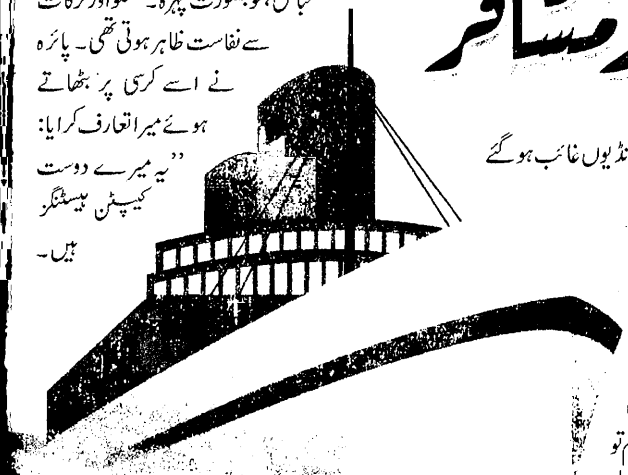

بحری جہاز سے بیش قیمت بانڈ چُرا لیے گئے مگر پولیس سے شاطر چور کا دامن پکڑا نہ جا سکا

ان کی موجودگی میں آپ بلاتکلف گفتگو کر سکتی ہیں۔ یہ ایک حصے سے میرے شریک کار ہیں۔''

''شکریہ جناب۔'' ایسمی فرکور نے مسکراتے ہوئے کہا، پھر ذرا سنبھل کر بولی: ''موسیو پائرو، میں آپ سے ایک ضروری معاملے میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ نے آج کا اخبار پڑھا ہوگا اور اس میں دس ہزار ڈالر کے بانڈ چرائے جانے کی خبر بھی نظر سے گزری ہوگی.....؟''

''جی، جی ہاں، لیکن آپ.....''

''میں سمجھ گئی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میرا اس کیس سے براہ راست تعلق نہیں ہے، البتہ مسٹر فلپ رجوائے میرے منگیتر ہیں۔''

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ فلپ رجوائے کون صاحب ہیں.....؟''

''لبرٹی بانڈ مسٹر فلپ کی نگرانی میں تھے۔ اور وہ انھیں لے کر نیو یارک جا رہے تھے۔ ان پر کوئی الزام عائد نہیں کیا گیا، وہ ہیں بھی معصوم اور بے قصور، لیکن وہ خود کو ایک طرح سے نقصان کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اور بہت پریشان ہیں۔ شاید اس لیے کہ ان کی طبیعت ضرورت سے زیادہ حساس ہے۔''

''علاوہ ازیں انھیں اپنے چچا سے بھی ڈر لگتا ہے جو بہت خفا ہیں۔ چچا کا خیال ہے کہ فلپ نے بے احتیاطی سے کام لیا ہے۔ اس نے یقیناً کسی کلب یا ہوٹل میں اپنے دوستوں کے درمیان بیٹھ کر شیخی بگھاری ہوگی کہ میں دس ہزار ڈالر کے بانڈ لے کر نیو یارک جا رہا ہوں۔ بات پھیل گئی اور چالاک مجرموں کے کسی گروہ نے اس پیشگی اطلاع سے فائدہ اٹھالیا۔''

''مسٹر فلپ کے چچا کیا کرتے ہیں.....؟''

''آپ مسٹر جانسن ویاسر کو نہیں جانتے، لندن اینڈ اسکاٹش بینک کے جنرل مینیجر ہیں۔''

''محترمہ، کیا آپ تفصیل سے واقعہ مجھے سنا سکتی ہیں؟''

''شاید آپ جانتے ہوں کہ لندن اینڈ اسکاٹش بینک کی ایک شاخ امریکا میں کھلنے والی تھی۔ اس مقصد کے لیے ابتدائی سرمائے کے طور پر دس ہزار ڈالر کے لبرٹی بانڈ نیو یارک بھیجنے کا منصوبہ تیار ہوا۔ جنرل مینیجر جانسن نے اس کام کے لیے اپنے بھتیجے فلپ رجوائے کو منتخب کیا۔ فلپ خود اس بینک میں ایک بڑے عہدے پر کام کر رہا ہے۔ وہ اولمپیا جہاز پر سوار تھا جو گزشتہ ماہ 23 تاریخ کو لیور پول کی بندرگاہ سے روانہ ہوا۔ بانڈ اس صبح بینک کے دوسرے جنرل مینیجر، مسٹر جانسن کی موجودگی میں اسے دیے گئے۔ اس نے سربمہر لفافہ جس میں بانڈ تھے، فوراً ہی اپنے ٹرنک میں رکھا اور اسے مقفل کر دیا۔''

''کیا ٹرنک میں جو تالا استعمال کیا گیا، بازار سے خریدا گیا تھا؟'' پائرو نے سوال کیا۔

''جی نہیں، اسکاٹش بینک نے یہ تالا خاص طور پر اپنی نگرانی میں بنوایا تھا۔ جیسا کہ میں بیان کر رہی تھی، فلپ نے بانڈ نہایت احتیاط سے دونوں جنرل مینیجروں کے سامنے ٹرنک میں مقفل کیے اور جہاز پر سوار ہوگیا۔ لیکن جہاز کے نیو یارک پہنچنے سے چند گھنٹے پیشتر یہ لفافہ چرالیا گیا۔ جہاز پر موجود سب مسافروں کی تلاشی لی گئی، مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔''

''لیکن بانڈ کہاں اور کیسے غائب ہوگئے.....؟'' پائرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ''اخبار میں لکھا ہے کہ مصدقہ اطلاع کے مطابق جہاز کے نیو یارک پہنچنے کے نصف گھنٹہ بعد بازار میں مختلف مقامات پر یہ بانڈ تھوڑی تھوڑی مقدار میں فروخت ہوتے دیکھے گئے۔''

''یہ صحیح ہے، لیکن پولیس کوشش کے باوجود پتا نہ چلا سکی کہ بانڈ فروخت کرنے والے کون لوگ تھے۔ غالباً انھوں نے خطرہ محسوس کر لیا تھا اور کہیں غائب ہوگئے۔''

''مس ایسمی، آپ کا بہت بہت شکریہ، میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ آپ کے منگیتر کی مشکل آسان کر سکوں۔ کیا میں ان سے مل سکتا ہوں.....؟''

''ضرور ملیے، آج دوپہر کا کھانا ہم چیشائر ریستوران

میں کھائیں گے، آپ بھی وہاں آجائیں، تو مجھے خوشی ہوگی۔''

''آپ مطمئن رہیے۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' پائرہ نے جواب دیا۔

ایسمی کو فرخصت ہوگئی۔

☆☆☆

دوپہر کے وقت ہم ریستوران پہنچے، تو مسٹر فلپ اور ایسمی پہلے سے وہاں موجود تھے۔ ایسمی نے ہمارا تعارف کرایا اور صبح کی ملاقات کا ذکر کیا۔ فلپ نے بڑی گرمجوشی سے پائرو کا ہاتھ دبایا اور بیرے کو آرڈر دیتے ہوئے بولا:

''موسیو پائرو، میں نہیں جانتا آپ میری کیا مدد کرسکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس واقعے نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ یقین مانیے کہ مجھے کئی راتوں سے نیند نہیں آئی۔''

''آپ فکر نہ کریں، ہم اپنی طرف سے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ مگر بہتر ہوگا کہ ہم کھانے کے بعد اطمینان سے باتیں کریں۔ میں چاہتا ہوں آپ اپنی زبان سے مجھے پورا واقعہ سنائیں۔''

''بہت بہتر جناب۔'' فلپ بولا اور ہم دوسرے موضوعات پر گفتگو کرنے لگے۔

کھانے سے فارغ ہوکر فلپ نے اپنی داستان بیان کی۔ تقریباً وہی باتیں تھیں جو ہم ایسمی فرکور کی زبانی سن چکے تھے۔

جب وہ اپنی بات ختم کرچکا، تو پائرو نے سوال کیا:

''آپ کو سب سے پہلے اس چوری کا علم کیسے ہوا.....؟''

''اس وقت جب میں نے ٹرنک دیکھا جو کیبن سے باہر پڑا تھا۔ حالانکہ میں نے اسے بہت سنبھال کر کیبن میں رکھا تھا۔ ٹرنک کے قفل پر اس طرح کے نشان تھے جیسے کسی نے اسے لوہے کی سلاخ یا اوزار سے کھولنے کی کوشش کی ہو۔''

''کیا قفل ٹوٹ چکا تھا.....؟''

''قفل ٹوٹا نہیں تھا، لیکن اس پر جو نشان تھے، ان سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ شروع میں چور نے کسی اوزار سے کھولنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ بعد میں شاید اسے ٹرنک کھولنے کا کوئی اور ذریعہ ہاتھ آگیا۔''

پائرو کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے نوجوان کو گھورتے ہوئے کہا:

''بہت خوب، آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چور نہایت احمق واقع ہوا تھا، اس نے اپنے وقت کا خاصا بڑا حصہ ایک ایسے کام پر ضائع کیا جس کا کوئی فائدہ نہ تھا اور پھر اچانک اسے خیال آیا کہ چابی تو اس کے پاس ہے، قفل توڑنے سے کیا فائدہ.....؟ نہیں صاحب میں یہ بات تسلیم نہیں کرسکتا۔''

''لیکن موسیو پائرو، چابی اس کے پاس کہاں سے آئی.....؟ میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ چابی میرے پاس تھی اور میں نے ایک لمحے کے لیے بھی اسے اپنے سے الگ نہیں کیا۔ قفل اس قسم کا تھا کہ اس میں کوئی دوسری چابی نہیں لگ سکتی تھی۔''

''کیا آپ کو یقین ہے کہ دنیا میں اس قفل کی صرف ایک ہی چابی ہے؟''

''قفل کی باقی دو چابیاں مسٹر جانسن اور مسٹر شا کے پاس تھیں۔ اس بات کی تنک واقعی سمجھ میں نہیں آتی کہ جب چور کے پاس کوئی ایسی چابی تھی جس سے اس نے بعد میں قفل کھولا، تو پہلے قفل پر زور آزمائی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔''

''مسٹر فلپ آپ صحیح خطوط پر سوچ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔ ایک مرتبہ پھر سوچ لیجیے، کیا اس بات کا کوئی امکان ہے کہ آپ نے ٹرنک کھلا چھوڑ دیا یا سوتے وقت چابی کہیں رکھ دی ہو۔''

''ہرگز نہیں۔''

''بانڈ ٹرنک میں سے چوری کیے گئے، لیکن انھیں چرانے کے بعد چور کا اگلا قدم کیا تھا؟ آپ نے بتایا ہے کہ

جہاز کے سب مسافروں کی تلاشی لی گئی۔ اس صورت میں چور نے بانڈ کہاں چھپائے اور وہ انھیں لے کر جہاز سے اترنے میں کیسے کامیاب ہوا.....؟''

فلپ کچھ دیر سوچتا رہا، پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا: ''مجھ میں نہیں آتا کہ چور کہاں غائب ہوگیا.....؟ میں نے بارک پہنچنے پر سب سے پہلے کسٹم کے حکام کو خبر دی تھی۔ انھوں نے خاص طور پر ہر مسافر کی دوبارہ تلاشی لی۔ وہاں کی پولیس نے بھی جہاز کا کونہ کونہ چھان مارا، لیکن بانڈ ملے نہ ان کا کوئی نشان۔''

''مسٹر فلپ، بانڈ یقیناً کسی لفافے یا پیکٹ میں ہوں گے.....؟''

''جی ہاں، ایک پیکٹ میں تھے۔''

''کیا یہ پیکٹ جوتے، قمیص کے کالر یا بیگ کی تہہ میں چھپایا جاسکتا تھا.....؟''

''جی نہیں، پیکٹ خاصا بڑا تھا۔''

''اور یہ بانڈ جہاز کے بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے کے نصف گھنٹہ بعد بازار میں فروخت ہونے لگے.....؟''

''جی ہاں، یہ بات واقعی حیران کن ہے۔ ایک دلال نے تو حلفیہ بیان دیا کہ اس نے جہاز کی آمد سے پہلے بھی چند بانڈ فروخت ہوتے دیکھے۔''

''کیا یہ ممکن ہے کہ جہاز کے لنگر انداز ہونے سے پہلے کچھ مسافر کشتی کے ذریعے ساحل تک پہنچ گئے ہوں؟''

''کچھ لوگ ایک کشتی میں بیٹھ کر ساحل کی طرف گئے ضرور تھے، لیکن ان کی اکثریت جہاز کے حکام اور پولیس افسروں پر مشتمل تھی۔ ساحل پر ان کی بھی تلاشی لی گئی..... مسیو پائرو، یہ حادثہ میرے لیے بڑا تکلیف دہ ہے۔ لوگ مجھ پر شک کررہے ہیں۔ میری پوزیشن بہت نازک ہے، خدا کے لیے کچھ کیجیے۔''

''کیا پولیس نے آپ کی تلاشی نہیں لی؟''

اگاتھا کرسٹی

''میں نے خود اصرار کرکے پولیس کو تلاشی دی تھی، اس کے باوجود لوگوں کو شک ہے کہ اس چوری میں میرا ہاتھ ہے۔''

''مسٹر فلپ، بہت بہت شکریہ، اب ہمیں اجازت دیجیے، ہم بینک جاکر آپ کے چچا سے ملنا چاہتے ہیں۔'' پائرو نے کہا۔

فلپ نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس پر کچھ لکھا اور پائرو کو دیتے ہوئے بولا:

''آپ یہ کارڈ چچا کو دیں گے، تو وہ فوراً آپ کو بلوالیں گے، میری ضرورت پڑے، تو حاضر ہوں۔ جس وقت حکم دیں پہنچ جاؤں گا۔''

☆☆☆

لندن اینڈ اسکاٹش بینک پہنچ کر ہم نے جنرل مینیجر کے کمرے میں فلپ کا دیا ہوا کارڈ بھجوایا۔ اگلے ہی لمحے اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ دونوں جنرل مینیجر موجود تھے۔

انھوں نے خندہ پیشانی سے ہمیں خوش آمدید کہا۔ وہ خاصے عمر رسیدہ تھے۔ مسٹر جانسن کی ڈاڑھی بھی تھی۔ وہ بولے:

''معلوم ہوتا ہے، آپ کی تحقیق خالص ذاتی نوعیت کی ہے، کیونکہ جہاں تک اس چوری کا تعلق ہے، ہم یہ کیس اسکاٹ لینڈ یارڈ کے مشہور سراغ رساں انسپکٹر میک نیل کے حوالے کر چکے۔ بہرکیف آپ کو فلپ نے بھیجا ہے، اس لیے تشریف رکھیے اور جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، پوچھیے۔''

''بہت بہت شکریہ جناب۔'' پائرو نے کہا۔

''سب سے پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس ٹرنک کے لیے خاص قسم کے قفل کا آرڈر کس نے دیا تھا.....؟''

''یہ کام میں نے خود کیا تھا۔ دراصل کام اتنا اہم تھا کہ میں نے کسی ملازم پر چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔'' مسٹر شا بولے۔

''قفل کی کل کتنی چابیاں بنوائیں گئیں؟''

''تین..... ایک فلپ کو دی گئی تھی، دوسری مسٹر جانسن کے پاس تھی، تیسری میرے پاس۔''

''کیا بینک کے کسی ملازم کو معلوم تھا کہ آخری دو چابیاں کس جگہ رکھی ہیں؟''

''جی نہیں، یہ دونوں چابیاں ہمارے سیف میں تھیں۔ اتفاق سے مسٹر شا دو ہفتے قبل، غالباً اسی روز جب فلپ جہاز پر سوار ہوا، بیمار پڑ گئے تھے۔ ابھی چار دن ہوئے صحت یاب ہو کر آئے ہیں۔''

''گویا جب بانڈ چوری ہوئے، تو دونوں چابیاں آپ کے پاس تھیں.....؟''

''جی ہاں، مجھے یقین ہے چابیاں سیف میں تھیں اور ابھی تک وہیں رکھی ہیں۔''

''کیا آپ ہر روز یہ چابیاں اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس دوران میں کوئی ایک چابی غائب ہو گئی ہو۔''

'میں نے ہر روز انھیں دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی، مجھے یقین ہے چابیاں ابھی تک محفوظ ہیں۔ جس سیف میں چابیاں رکھی تھیں، اس کی چابی میرے یا مسٹر شا کے سوا کسی کے پاس نہیں۔''

مسٹر جانسن نے بات ختم کی، تو مسٹر شا بولے:

''افسوس تو اس بات کا ہے کہ انہی دنوں میری طبیعت خراب ہو گئی۔ مجھے دمے کی بیماری ہے۔ اچانک دورہ پڑا اور چھ سات روز بستر سے نہ اٹھ سکا۔ میری غیر موجودگی میں مسٹر جانسن نے بڑی خوش اسلوبی سے سارا کام سنبھالا، لیکن یہ بانڈ نہ جانے کہاں چلے گئے.....؟''

پائرو نے چند سوال اور کیے جن سے اندازہ ہوا کہ وہ مسٹر جانسن اور اس کے بھتیجے کے مابین تعلقات کا جائزہ لے رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ فلپ نہایت ایماندار نوجوان ہے اور بینک کے قابل اعتماد افسروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسے کسی طرح کی مالی پریشانی نہیں..... وہ اس واقعے سے قبل کئی بار ایسی ہی بڑی بڑی رقمیں لے کر سفر کرتا رہا ہے۔ آخر میں پائرو نے دونوں منیجروں کا شکریہ ادا کیا اور ہم باہر آ گئے۔

☆☆☆

پائرو بجھ سا گیا تھا۔ میں نے پوچھا:

''کیا جوابات سے مطمئن نہیں ہو؟''

''تم غلط سمجھے، قصور جنرل منیجر کا نہیں، میرا ہے جو ایسے کیس ہاتھ میں لینے پر رضامند ہو جاتا ہوں۔ بھائی.....! میں اس کیس سے بڑا مایوس ہوا۔''

''آخر بات کیا ہے؟'' میں نے سوال کیا۔

''میں سمجھا تھا واقعی مشکل کیس ہے اور شاید نیویارک جانا پڑے، لیکن یہ تو بہت ہی معمولی قصہ ہے۔ چور واقعی احمق ہے، غالباً اس نے زندگی میں پہلی بار یہ حرکت کی ہے۔''

''کیا کہہ رہے ہو.....؟ میں تو ابھی تک سمجھ نہیں سکا کہ مجرم کون ہے، تم جانتے ہو بانڈ کس نے چرائے ہیں.....؟''

''ہاں۔''

''کون ہے وہ.....؟''

''اتنی بے صبری اچھی نہیں۔ میں اولمپیا جہاز کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ جونہی اولمپیا ساحل سے آ کر لگے گا، میں چور کو پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ میں نے کمپنی سے پتا کیا ہے، اولمپیا منگل کی صبح لیورپول پہنچ جائے گا۔''

''لیکن تم مجرم کو گرفتار کیوں نہیں کرواتے.....؟''

''میرے دوست، قدرت نے ہر شخص کو ایک جیسا ذہن عطا نہیں کیا۔ مثال کے طور پر انسپکٹر میک نیل اس وقت تک میری بات پر اعتبار نہیں کرے گا جب تک میں ٹھوس ثبوت نہ پیش کر دوں۔''

میں نے بڑی کوشش کی، مگر پائرو نے مزید کچھ کہنے سے انکار کر دیا اور گفتگو کا رخ بدل دیا۔

منگل کی صبح ہم فرسٹ کلاس کے ڈبے میں بیٹھے لیورپول کی طرف جا رہے تھے۔ بندرگاہ کے احاطے میں پہنچ کر پائرو نے اولمپیا کے خلاصیوں کو ڈھونڈ نکالا اور ان سے پوچھ گچھ کرنے لگا۔

ہر خلاصی سے اس نے ایک سوال کیا:

''کیا تم نے جہاز پر کوئی ایسا ناتواں اور کمزور مسافر دیکھا جو گہرے شیشوں کی عینک لگاتا اور سفر کے دوران میں زیادہ تر اپنی کیبن میں رہا ہو۔''

کوئی شخص تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ پائرو نے اپنی کوشش جاری رکھی اور آخر ایک خلاصی سے ہمیں اس شخص کا سراغ مل گیا۔ اس کا نام مسٹر وینٹر تھا اور وہ جہاز کے کیبن نمبر 24 میں مقیم تھا۔

اتفاق سے یہ کیبن مسٹر فلپ کے کیبن سے متصل تھی۔

میں حیران تھا کہ پائرو نے اس مسٹر وینٹر کو کہاں سے تلاش کر لیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے وینٹر کا حلیہ کیسے معلوم ہوا جب کہ زندگی میں کبھی اسے نہ دیکھا تھا۔ میں نے سوچا وہی

کوئل پائرو

شخص مجرم ہوگا۔ اس دریافت نے طبیعت میں جوش پیدا کر دیا۔ ایک خلاصی سے پوچھا:

''کیا مسٹر وینٹر سب سے پہلے جہاز سے اترے تھے.....؟''

''جی نہیں، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے انھوں نے سب سے آخر میں جہاز چھوڑا۔''

میں نے مڑ کر پائرو کی طرف دیکھا اور ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا:

''یہ کوشش بیکار ثابت ہوئی۔ اگر وینٹر ہی وہ شخص ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے ہیں، تو اسے سب سے پہلے جہاز سے اتر کر ساحل پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے تھی۔''

پائرو ہنستے ہوئے بولا: ''ہیسٹنگز، تم بہت بھولے ہو، ہمیشہ غلط خطوط پر سوچتے ہو۔ خلاصی کے آخری جواب سے پتا چل گیا کہ میرے خدشات سو فیصد درست ثابت ہوئے۔''

''وہ کیسے.....؟''

''یہ میں لندن چل کر بتاؤں گا۔''

لیورپول سے واپس لندن آکر پائرو نے کاغذ کے ایک پرزے پر چند سطریں لکھیں اور اسے ایک لفافے میں بند کرتے ہوئے بولا:

''ہم پہلے اسکاٹ لینڈ یارڈ چلیں گے اور یہ لفافہ اپنے ذہین اور قابل دوست انسپکٹر میک نیل کے لیے چھوڑ جائیں گے۔ اس کے بعد ہم ریستوران چیشائر میں جائیں گے، ایسی فرکو روہاں ہماری منتظر ہوگی۔''

''کیا مسٹر فلپ بھی وہاں ہوں گے یا.....؟''

''میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ شروع میں تمہاری طرح میں بھی یہی سمجھا تھا کہ فلپ رجوائے مجرم ہے، لیکن جلد ہی پتا چل گیا کہ وہ بیگناہ ہے۔''

''پھر مجرم کون ہے.....؟''

''ابھی سب معلوم ہوجائے گا۔'' یہ کہہ کر پائرو مزے سے سگریٹ پینے لگا۔

حسب توقع مسٹر میک نیل اسکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر میں نہ مل سکے۔ غالباً وہ اسی کیس پر تحقیقات کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے تھے۔ ہم نے لفافہ ان کی میز پر چھوڑا اور ٹرین کے ذریعے چیشائر ریستوران کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں پائرو بولا:

''اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چوری کس طرح اور کب ہوئی۔ حالات سے پتا چلتا ہے کہ بانڈ مقفل ٹرنک میں سے اڑائے گئے اور پھر ہوا میں تحلیل ہوگئے۔ کیونکہ جہاز میں سب مسافروں کی تلاشی لینے کے باوجود ان کا پتا نہ چل سکا۔ لیکن ہوا میں تحلیل ہونے والی بات اس سائیٹیفک دور میں قبول نہیں کی جاسکتی، لہٰذا دو ہی باتیں ہوسکتی ہیں:

''اول یہ کہ بانڈ جہاز میں کسی جگہ چھپا دیے گئے، دوم یہ کہ انھیں سمندر میں پھینک دیا گیا۔''

''میں سمجھ گیا، تمہارا مطلب ہے چور نے بانڈ موم جامے میں لپیٹے اور کسی کارک کے ساتھ باندھ کر سمندر میں پھینک دیے۔'' میں نے جلدی سے کہا۔

''نہیں، اگر بانڈ سمندر میں پھینک دیے جاتے، تو اولمپیا کے پہنچتے ہی انھیں نیویارک میں کیونکر فروخت کیا جاسکتا تھا۔''

''آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو.....؟''

''میرے دوست، جہاز کے نیویارک پہنچنے کے نصف گھنٹہ بعد بانڈ فروخت ہونے لگے اور ہم یہ تسلیم کر چکے کہ بانڈ سمندر میں نہیں پھینکے گئے اور نہ کسی مسافر کے پاس تھے۔ کیونکہ ہر مسافر کی دوبار تلاشی لی گئی۔ اس کا مطلب یہ کہ بانڈ سرے سے اس ٹرنک میں تھے ہی نہیں۔''

''وہ کیسے.....؟''

''آخر فلپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ٹرنک میں بانڈ تھے؟ اسے سربمہر پیکٹ ملا تھا اور اس نے کھولے بغیر ٹرنک میں رکھ لیا۔ ہوسکتا ہے پیکٹ خالی ہو یا اس میں سادہ کاغذ بھرے ہوں۔ اب اس بات پر غور کرو کہ بانڈ نیویارک کسی طرح پہنچے، کیونکہ اگر وہ اولمپیا جہاز پر نہ تھے، تو کسی اور ذریعے سے نیویارک پہنچے ہوں گے۔

''میں نے جہاز راں کمپنیوں سے معلومات حاصل کی ہیں۔ پتا چلا ہے کہ جس روز اولمپیا جہاز لیورپول سے نیویارک کے لیے روانہ ہوا، اسی روز ایک دوسرے جہاز ''جائی جنٹک'' نے بھی نیویارک جانے کے لیے سفر کا آغاز کیا تھا۔ جائی جنٹک تیز رفتار جہاز ہے، وہ اولمپیا سے ایک دن پہلے نیویارک پہنچ گیا۔ چنانچہ ہمارے پاس اس بات کا یقین کرنے کی خاصی وجوہ موجود ہیں کہ بانڈ دراصل جائی جنٹک جہاز کے ذریعے نیویارک پہنچے۔''

''بہت خوب، پھر کیا ہوا؟'' میں نے استفسار کیا۔

''ہر بات واضح ہے۔ واقعات میرے نظریے کی تائید کر رہے ہیں۔ سر بمہر پیکٹ محض ایک فریب تھا۔ بانڈ بینک کے دفتر ہی میں غائب کر دیے گئے تھے اور تم بخوبی سمجھ سکتے ہو کہ دونوں مینیجر یعنی مسٹر جانسن اور مسٹر شا بآسانی یہ کام انجام دے سکتے تھے۔ لیکن قیاس یہ بتاتا ہے کہ ان میں سے ایک نے بانڈ چرائے اور جائی جنٹک جہاز کے ذریعے نیویارک بھیج دیے۔ وہاں کسی خاص دلال کو یہ ہدایت کر دی گئی کہ جونہی اولمپیا جہاز ساحل پر پہنچے، بانڈ مارکیٹ میں فروخت کر دیے جائیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس دلال نے بے احتیاطی سے کام لیا اور اولمپیا کی آمد سے پہلے ہی بانڈ فروخت کرنے لگا۔ بہرکیف ڈراما مکمل کرنے کے لیے ضروری تھا کہ ایک شخص اولمپیا جہاز پر چوری کی مصنوعی واردات کرے۔''

''وہ کیوں.....؟''

''اس لیے کہ اگر یہ واردات نہ کی جاتی تو فلپ نیویارک پہنچ کر بانڈ والا پیکٹ کھولتا اور اسے پتا چل جاتا کہ پیکٹ خالی ہے۔ اس صورت میں وہ یقیناً دو شخصوں کو مجرم سمجھتا جنھوں نے اسے سربمہر پیکٹ دیا تھا۔ ظاہر ہے چور، جو ظاہری زندگی میں یقیناً شریف اور معزز ہے، یہ پسند نہ کرتا تھا کہ اس پر شبہ کیا جائے۔ چنانچہ کیبن نمبر 24 کے اس پُراسرار مرد مسٹر وینٹر نے اپنا کردار بخوبی ادا کیا۔ ٹرنک کی چابی اس کے پاس تھی۔ اس نے موقع ملتے ہی ٹرنک کھولا اور وہ پیکٹ جس میں بانڈ کے بجائے سادہ کاغذ بھرے تھے، نکال کر سمندر میں پھینک دیا اور قفل پر چند ایسے نشان لگا دیے جس سے ہر شخص یہ سمجھے کہ اسے کھولنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جہاز ساحل پر پہنچا، تو وہ پُراسرار مرد اطمینان سے اترا اور اپنی راہ لی۔ ظاہر ہے اداکاری کے لیے گہرے شیشوں والی عینک کی ضرورت تھی تاکہ کوئی اسے بآسانی شناخت نہ کر لے۔ علاوہ ازیں اس نے خود کو بوڑھا اور بیمار بھی ظاہر کیا ہوگا تاکہ کھانے کے کمرے میں یا باہر کھلی جگہ آنے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ بیماری کا بہانہ کر کے کیبن ہی میں چھپا رہے۔ تم نے دیکھا کہ میں نے یہ خصوصیات بیان کیں، تو خلاصیوں نے فوراً اس شخص کی نشاندہی کر دی۔''

''نیویارک اتر کر اس نے کیا کیا.....؟''

وہاں اسے کوئی خاص کام نہیں تھا، بانڈ فروخت کرنے سے جو رقم ملی، وہ محفوظ جگہ رکھوا کر وہ اگلے جہاز سے لندن آ گیا۔''

ریل رک گئی تھی۔ پائر و جلدی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ میں اس کے پیچھے لپکا اور پلیٹ فارم پر اترتے ہی بے تابی سے پوچھا: ''آخر وہ کون تھا.....؟''

''یہ پُراسرار آدمی وہی شخص تھا جس کے پاس ٹرنک کی چابی تھی، جس نے مخصوص قفل تیار کرایا اور بیماری کا بہانہ کر کے لندن سے غائب ہو گیا تاکہ جائی جنٹک کے ذریعے نیویارک جا سکے۔''

''تمہارا مطلب بینک کے جنرل مینیجر مسٹر شا سے ہے.....؟''

''سو فیصد۔''

میں اس کی ذہانت کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔ ◆◆◆

قابلِ غور

تین کام کسی کے دل میں آپ کی عزت کو بڑھاتے ہیں.... سلام کرنا، کسی کو جگہ دینا، اچھے نام سے پکارنا۔

دولت، رتبہ اور اختیار ملنے سے انسان بدلتا نہیں اس کا اصلی چہرہ سامنے آجاتا ہے۔

خوش نصیب وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے۔